سوال

(117)فاتحہ بعد جنازہ محققین علمائے احناف کی نظر میں

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تکبیرات جنازہ وتکبیرات عیدین میں رفع الیدین کرنا چاہیے یا نہیں، ایک صاحب نہایت سختی سے فرماتے ہیں، کہ ان تکبیرات میں رفع الیدین کرنا ناجائز ہے۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

یہ دو رواج جو مروج خاص و عام ہیں، یعنی نماز جنازہ پڑھتے ہی گرداگرد میت کے کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھتے ہیں، اور دوسرا رواج بعد فن میت کے چند قدم جا کر پھر متوجہ قبرستان ہو کر فاتحہ پڑھتے ہیں، اس کا بھی کچھ ثبوت سلف میں پایا جاتا ہے، یا نہیں، جہاں تک غور و تفحص کیا جاتا ہے، زمانہ حضرت سید الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام و قرون ثلاثہ میں جس کے متعلق حضرت محمد مصطفی ﷺ نے خیرت کی خوشخبری دی ہے، اس طرح کا کوئی عمل بعد نماز جناہ دفن میت نہیں پایا جاتا، ہاں مطلق استغفار و دعا زندوں کی مردوں کے لیے بعد دفن میت ثابت ہے، فرمایا، رسول اللہ ﷺ نے بعد دفن میت قبر پر تم اتنی دیر تک کہ اُونٹ ذبح ہو کر تقسیم کر دیا جائے، کھڑے ہو کر دعا کرو، اور اس کے لیے خدا سے ثبت مانگو۔ ((فَاِنَّہٗ اَلْاٰنَ یُسْئَلُ)) ''کیونکہ اس وقت اس سے سوال ہو رہا ہے۔'' اور بموجب حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ بعد دفن سرہانے میت کے اوائل سورہ بقرہ اور پائنتی خواہ تم سورہ بقر پڑھنا بھی ثابت ہے، اور یہ طریقہ و رواج جو مروج زمانہ ہے، اس کی محدث فی الدین ہونے میں کچھ شک نہیں، پھر اس کو ضروری اور واجب جاننا ((یَقُوْلُ عَلٰی مَاقَالَ اللّٰہ وقَالَ الرَّسول)) ہے، کسی کتاب غیر معتبر میں بھی اس کا ثبوت نہیں ملتا، چہ جائیکہ کتب معتبرہ میں اس کا ذکر ہو، ردالمختار میں علامہ ابن عابدین نے آخر باب جنازہ میں فرمایا ہے۔

((الاختصار علی ماذکر من الوارد اشارة الی انه لایسن الاذان عند ادخال المیت فی قبرہ کما ھو معتاد العام وقد صرح ابن حجر فی فتواہ انه بدعة سیئة الیٰ اٰخر ما قال))

''یعنی اختصار کرنا فقہاء کا ذکر مسائل میں اس پر جو وارد ہوا ہے، دلیل ہے، اس بات پر کہ اذان وقت دفن میت کے مسنون نہیں، جیسے عام رواج ہے، اور ابن حجر رحمۃ اللہ نے اپنے فتویٰ میں تصریح کی ہے، کہ یہ بدعت ہے۔''

پس اسی استدلال سے فاتحہ جو فراغ نماز جنازہ میت گرداگرد کھڑے ہو کر کرتے ہیں، اور وہ فاتحہ جو بعد دفن میت چند قدم چل کر پڑھتے ہیں، مثل اذان عند الدفن کے بدعت و مستحدث ہے، صاحب کبیری نے سراجیہ میں ممانعت صریح اس فاتحہ کی نقل کی ہے، چنانچہ فرمایا:

((وفی السراجیة اذا فرغ من الصلوۃ لایقوم بالدعاء کذا فی الکبیری))

''جب فارغ ہو نماز جنازہ سے تو دعاء کے لیے نہ کھڑے ہو۔''

اور اجناس الوقت میں ہے۔

((واذا دفن المیت رجع اھل الجنازۃ عن القبر او انفک من منع الدفن بقدر مآتہ خطوۃ او اکثر او اقل فقاموا و ینظرون ای قبر المیت و یدعون فھو لا یجوز لان النبی ﷺ نہی عن ھذہ الافعال انتہی))

''اور جب دفن ہو جائے مردہ تو لوٹتے ہیں، جنازہ والے قبر سے یا الگ ہوتے ہیں، مع منع دفن سے مقدار سو قدم کے یا کم و زیادہ پھر کھڑے ہوتے ہیں، اور قبر میت کو دیکھتے ہیں، اور دعا کرتے ہیں، پس یہ جائز نہیں ہے، کیونکہ آنحضرت ﷺ نے منع کیا ہے، ان کاموں سے۔''

رسالہ تجہیز و تکفین مؤلفہ محمد عمران میں بعد نقل حدیث صحیح کہا ہے، پس اس سے معلوم ہوا، بعضے دیار کی اس زمانہ میں رسم ہے کہ میت کو دفن کر کے چالیس قدم چلے جاتے ہیں، پھر وہاں سے پلٹ کر قبر پر فاتحہ پڑھتے ہیں، بدعت مخالفت سنت کے ہے، اور محض بد خواہی میت کی ہے، اس مسئلہ کو یاد رکھنا چاہیے۔ انتہی

ما قالہ رحمۃ اللہ تعالیٰ مولانا عبد العلی صاحب اپنے فتویٰ میں لکھتے ہیں، سنت ایں امرین مسطورین از معتبرے بخیر ثبوت نرسیدہ پس التزام بہ آن و اصرار بر آن خالی از احداث فی الدین نیست و ملتزم و مصر در عموم ((مَن اَحدَثَ فِیْ اَمرِنَا ہٰذا)) مندرج است ((واللہ اعلم وعلمہ اتم)) یعنی سنت ان دونوں کاموں کی یعنی دعا بعد نماز جنازہ فاتحہ چالیس قدم کا کسی معتبر شخص و کتاب سے پایہ ثبوت کو نہ پہنچا ہے، پس اس کا التزام اور اس پر اڑے رہنے والا عموم حدیث ((من احدث فی اَمرِنَا ھٰذا ما لیس منہ فھو رد)) میں داخل ہے یعنی بدعتی اور ایسا ہی اس میں لکھا ہوا ہے کہ نہیں جائز ہے، دعا بعد نماز جنازہ کے کیونکہ نماز جنازہ خود دعا ہے، دعا کے بعد دعا زائد ہے، مشکوۃ شریف مطبوعہ مطبع احمد دہلوی رحمہ اللہ فی باب الجنازہ صفحہ نمبر ۱۳۹ سطر نمبر ۱۹ بر حاشیہ حدیث مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ کے تحت لکھا ہے۔

((لا یدعو للمیت بعد صلوۃ الجنازۃ لانہ یشبہ الزیادۃ فی صلوۃ الجنازۃ ذکرہ ملا علی القاری فی شرح للمشکوۃ))

''اور نہ دعا کرے، میت کے لیے بعد نماز جناز کے کیونکہ وہ مشابہ ہے، زیادہ کے نماز جنازہ میں ذکر کیا، اس کو ملا علی قاری نے اپنی شرح مشکوۃ میں۔''

الحاصل یہ طریقہ فاتحہ کا بھی نہایت مذموم و قابل ترک ہے۔

((فلیتحرا المؤمن الموحد عن الاعمال بما فیھا ما ھو ثابت صحیح صبر من کل شک و شبھۃ و اکتفی بما ورد من السنۃ و من حام حول الحمی یوشک ان یقع فیہ فینبغی التجنب من ھذہ الرسوم المروجہ وما یشبہ ذلک۔ وَمَا وَعَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنَ))

(اہل حدیث گزٹ دہلی جلد نمبر ۱۵، شمارہ نمبر ۱۱)

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد 05 ص 205-208